"التفسیر المنیر" اور سیرتِ نبوی : اسلوب و منہج اور نمایاں مباحث

(*"Al-Tafsīr al-Munīr"* and *Sīrah* of the Prophet: Methodology and Prominent Discussions)

محمد اسامہ*
** ڈاکٹر ابوالحسن شبیر احمد
**** سہانا ترین

Abstract

Numerous verses of the Holy Quran contain important information about the life of the Prophet Muhammad (ﷺ). While interpreting such verses, the commentators have been discussing various aspects of the *Sīrah* of the Prophet. The present paper studies *Sīrah* related discussions from *"Al-Tafsīr al-Munīr"*, a distinguished commentary of the Quran by a renowned jurist and exegete *Wahbah al-Zuhaiylī* (1932-2015). It finds that *al-Zuhaiylī* has beautifully dealt with the topics related to Prophetic *Sīrah*. *Al- al-Zuhaiylī's* work seems to be distinguished from other commentaries. His methodology is unique and appealing in the compilation of *Sīrah* traditions, in depiction of *Sīrah* topics, in description of characteristics and distinctions of the Prophet, etc. This commentary can provide important material on the subject to scholars and students undertaking research on *Sīrah*.

Key Words: *"Al-Tafsīr al-Munīr", Wahbah al-Zuhaiylī,* Sīrah

* پی ایچ ڈی سکالر اسلامیات، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد
**اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونی ورسٹی بہاولپور
***اعزازی لیکچرر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، چونگی نمبر 14، ملتان

قرآن کریم کی متعدد آیات میں آں جناب ﷺ کی سیرت سے متعلق اہم معلومات پائی جاتی ہیں۔ ایسی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام آپ ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر گفت گو کرتے رہے ہیں۔ان تفسیری بحثوں سے سیرت کے جو نقوش سامنے آتے ہیں ان کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی تعبیر و تشریح اور ان سے انفرادی و معاشرتی زندگی میں مختلف حوالوں سے استفادے کا بہت سا سامان فراہم ہوتا ہے۔ چنانچہ اہلِ تحقیق مختلف تفسیروں سے مباحثِ سیرت کے مطالعات پیش کر رہے ہیں۔ ہم نے اس ضمن میں عصرِ حاضر کے معروف مفسر و فقیہ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی (1932ء-2015ء)[1] کی "التفسیر المنیر"[2] کو منتخب کیا ہے۔ مقالے میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ سیرت سے متعلق مختلف مباحث کو ذیلی عنوانات میں تقسیم کرکے ہر عنوان میں متعلقہ موضوع کے حوالے سے مفسر کے بیان کردہ مواد اور اس ضمن میں تفسیر کے اسلوب و خصائص کو اختصار کے ساتھ اجاگر کیا ہے۔ ذیلی عنوانات دو بڑے عنوانات میں منقسم ہیں، جن میں سے ایک میں زیرِ نظر تناظر میں تفسیر کے اسلوب اور دوسرے میں سیرت کے واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔

اسلوب و منہج

1۔ روایاتِ سیرت کی مکمل منظر کشی

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی روایاتِ سیرت کو بیان کرتے وقت بسا اوقات ایسی روایات درج کرتے ہیں، جو دیگر مفسرین نے بیان نہیں کی ہوتی، مثال کے طور پر واقعہ شقِ صدر کے ذیل میں مفسرین نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایات کو ذکر کیا، جس میں صرف شقِ صدر کے اس حصے کو بیان کیا گیا، جس کا مشاہدہ نبی کریم ﷺ کے رضاعی بہن بھائیوں نے کیا، جیسے آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کرنا، زمزم سے دھونا وغیرہ، جب کہ زحیلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے، جس میں خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تھا۔ اس روایت میں واقعہ شقِ صدر کی مکمل منظر کشی کی گئی ہے۔[3]

---

[1] ڈاکٹر زحیلی دمشق کے شہر دیر عطیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ فقہ، تفسیر اور دیگر اسلامی و عصری علوم میں گہری دستگاہ حاصل تھی۔اپنے تبحر علمی کے باعث قدیم و جدید فقہ اور علوم اسلامیہ کاانسائیکلو پیڈیا کہے جاتے ہیں۔آپ کی کتاب "الفقہ الاسلامی وادلتہ " عصر حاضر میں اسلامی فقہی تراث کی تفہیم کے لیے غیر معمولی اہمیت اور شہرت کی حامل ہے۔

[2] اس تفسیر کو "التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج "کا عنوان دیا گیا ہے، جواز خود اس تفسیر میں مفسر کے پیش نظر بنیادی اور بڑے اہداف و مقاصد کی غمازی کرتا ہے۔ سولہ جلدوں پر محیط اس تفسیر میں مختلف تفسیری مباحث کو شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔ مختلف فیہمباحِث میں اپنا موقف نہایت اعتدال اور متانت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

[3] ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، التفسیر المنیر (بیروت: دار الفکر، 2003ء)، 15: 682۔

2۔واقعاتِ سیرت کا کتبِ تاریخ سے حوالہ

ڈاکٹر زحیلی سیرت کے واقعات کو کتبِ تاریخ سے بھی نقل کرتے ہیں، مثال کے طور پر غزوہ حنین وغیرہ کے بیان میں ابنِ جریر طبری کی تاریخ الامم والملوک کا حوالہ دیا ہے۔[4]

3۔اختلاف بین اہل السنۃ والمعتزلۃ

ڈاکٹر زحیلی دوسرے مسلک کے مختلف فیہ مسائل پر نہایت عمدہ گفت گو کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اہل السنۃ والجماعۃ کا قبولِ توبہ کے بارے میں نظریہ یہ ہے کہ بندہ مومن چاہے جتنا بھی گناہ گار ہو اگر صدقِ دل سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے، جب کہ معتزلہ کا نظریہ ہے کہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، جب وہ مومن ہی نہ رہا تو توبہ کرنے یا نہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، نئے سرے سے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ ڈاکٹر زحیلی نے اس حوالے سے ذکر کیا ہے کہ گناہ کرنے کے بعد توبہ کی توفیق ہی مومن بندے کو نصیب ہوتی ہے[5]، پھر اس کی دلیل میں سورہ التوبہ کی یہ آیت پیش کی ہے: "ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ۔ "[6]

4۔ماثور روایاتِ سیرت کی جمع بندی

ڈاکٹر زحیلی جب کوئی واقعہ نقل کرتے ہیں تو اس ضمن میں روایاتِ صحیحہ ماثورہ کو درج کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر غارِ ثور کا واقعہ نقل کرتے ہوئے مفسرین نے کبوتری کے انڈے اور مکڑی کے جالے وغیرہ کو بیان کیا ہے، لیکن ڈاکٹر زحیلی نے یہ سب ذکر کرنے کے بجائے بخاری و مسلم سے براہ راست ان روایات کو بیان کیا ہے، جن میں اس قسم کے تکلفات کا تذکرہ نہیں۔[7]

5۔سابقہ کتبِ تفاسیر سے حوالہ

سابقہ کتبِ تفسیر کے حوالوں کے لیے ڈاکٹر زحیلی نے ماثور تفاسیر کا انتخاب کیا ہے،، جیساکہ تفسیر ابنِ جریر طبری، تفسیر ابنِ کثیر، تفسیر قرطبیؒ وغیرہ۔ مفسرین کے اقوال نقل کرنے کے بعد فٹ نوٹ میں متعلقہ کتب کے حوالے بھی درج کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر "وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ "[8] کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "قال ابنِ کثیر"، اور پھر اس کا مکمل حوالہ جلد بمع صفحہ نمبر درج کیا ہے۔[9]

---

[4] الزحیلی، التفسیر المنیر، 5: 506۔

[5] الزحیلی، التفسیر المنیر، 5: 510۔

[6] التوبۃ 9:27۔

[7] الزحیلی، التفسیر المنیر، 5: 569۔

[8] الاسراء 17:85۔

[9] الزحیلی، التفسیر المنیر، 8: 154۔

6۔کلامی اسلوبِ سیرت

سیرت کا کوئی واقعہ نقل کرتے وقت قاری کے ذہن میں ابھرنے والے سوالات کے جوابات بھی دیتے جاتے ہیں، بسا اوقات تایید کے لیے سابقہ مفسرین کا حوالہ بھی نقل کرتے ہیں۔ مثلاً اصحاب الشجرہ کی فضیلت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جس شخص نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ آگ میں کبھی داخل نہیں ہوگا۔[10] یہاں سوال یہ ہوتا ہے کہ اس فضیلت میں تو محض مرد حضرات کا ذکر ہوا ہے جبکہ خواتین اس فضیلت سے یکسر محروم رہ گئیں۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے " لِيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ " کا ذکر ہی یہ وہم دور کرنے کے لیے کیا ہے۔[11]

7۔روایاتِ سیرت کا بغیر سند کے تذکرہ

زحیلی نے سیرت سے جڑے کسی واقعے کو درج کرنے سے قبل محض ایک ہی راوی کا نام ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے، دیگر بہت سے مفسرین کے برعکس طویل عریض اسناد کا التزام نہیں کیا؛ موقوف روایت بیان کرکے متعلقہ موضوع کی تشریح کی ہے۔ مثلاً جب کسی واقعہ کو درج کرنے لگتے ہیں تو یوں روایت نقل کرتے ہیں: "عن معقل بن یسار قال۔"[12]

8۔متعدد کتبِ سیرت و حدیث سے استفادہ

یہ خیال درست نہیں کہ ڈاکٹر زحیلی نے اپنی تفسیر میں واقعاتِ سیرت کو نقل کرنے میں محض کتبِ احادیث ہی کو سامنے رکھا ہے، کیونکہ وہ متعدد مقامات پر سیرت کے اہم ماخذ سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر واقعہ معراج کو نقل کرتے ہوئے طبقات ابنِ سعد، البدایہ والنہایہ، امام محمد بن شہاب زہری، عروہ بن زبیر اور حافظ عبدالغنی المقدسی کا حوالہ بھی ذکر کیا ہے۔[13] البتہ یہ بات درست ہے کہ واقعاتِ سیرت نقل کرنے میں سیرت کی کسی مستقل کتاب سے واقعات درج نہیں کیے،اور حدیث کی مستند کتب ماخذ رہی ہیں۔ سیرت کے واقعات کو نقل کرتے ہوئے، یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں: "

> اخرجه الشيخان، اخرجه البخاری، اخرجه مسلم ، اخرج احمد وابوداؤد و الترمذی ۔"

گویا ان کے نزدیک معلوماتِ سیرت کا اصل ماخذ کتبِ احادیث ہی ہیں۔

9۔روایاتِ سیرت سے فقہی استنباط

---

[10] ترمذی، الجامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل من بایع تحت الشجرۃ۔

[11] الزحیلی، التفسیر المنیر، 13: 486۔

[12] الزحیلی، التفسیر المنیر، 13: 508۔

[13] الزحیلی، التفسیر المنیر، 8: 13۔

سابقہ مفسرین نے اپنی تفسیر میں روایاتِ سیرت کو یکجا تو کیا ہے، لیکن ان سے مستنبط ہونے والے فقہی مسائل پر گفت گو نہیں کی، مثلاً امامِ قرطبیؒ نے سورۃالانفال میں غنائم کی تقسیم اور خمس کی تفصیلات پر گفت گو تو فرمائی لیکن خمس کے حوالے سے مذاہب اربعہ کے اختلاف کا تذکرہ نہیں کیا، اسی طرح علامہ ابنِ کثیر اس مقام پر صرف امامِ شافعی کا مذہب بیان کیا ہے، جب کہ ڈاکٹر زحیلی نے نہ صرف خمس کی تفصیلات کو درج کیا، بلکہ مذاہب آئمہ اربعہ کو بالتفصیل لکھ کر اپنا موقف بھی پیش کیا ہے۔[14]

10۔ قرآنی آیات اور احادیث سے استشہاد

روایاتِ سیرت کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحبؒ محض تفصیلات درج کرنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ متعلقہ آیات و احادیث کو بھی بطور استشہاد ذکر کردیتے ہیں۔ مثلاً واقعہ تحویلِ قبلہ میں "شُهَدَآ عَلَى النَّاس "[15] کی تفسیر میں روزِ قیامت شہادتِ رسول پر روایت نقل کی اور ساتھ ہی سورۃالنسآء سے "فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید"[16] کو بطورِ استشہاد کے نقل فرمادیا۔[17]

سیرت سے متعلق نمایاں مباحث

1۔ نبی کریم ﷺ بطور محسنِ انسانیت وامتِ مسلمہ

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو یوں تو تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا، لیکن امتِ مسلمہ کے لیے نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔[18] امت محمدیہ پر الٰہی کا یہ احسان کس نوعیت کا ہے؟ اس ضمن مین ڈاکٹر زحیلی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما کر امتِ محمدیہ پر چار طرح سے انعام فرمایا ہے: 1۔ نبی کریم ﷺ انھی کی قوم بنو اسماعیل سے ہیں اورخالص عربی ہیں، جس کی تایید اس آیت سے ہوتی ہے:" وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ۔"[19] 2۔ نبی کریم ﷺ اس قوم پر ان آیات کی تلاوت کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قدرت، علم اور کمالِ اوصاف پر دلالت کرتی ہیں، جس کی طرف اشارہ اس آیت میں بھی ہے:" اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ

---

[14] الزحیلی، التفسیر المنیر، 5: 258۔

[15] البقرۃ2: 143۔

[16] النساء4: 41۔

[17] الزحیلی، التفسیر المنیر، 1: 370۔

[18] آلِ عمران، 3 : 164

[19] الزخرف33: 44۔

الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔"[20] 3۔ نبی کریم ﷺ اہلِ عرب کو شرک و بدعت سے آلودہ جاہلی ادوار کے عقائد سے پاک کرتے ہیں؛اوہام، فسادِ عقل اور اصنام سے متاثر اعتقادات کو یکسر ختم کرکے عقلِ صحیح، فکرِ ناضج اور ایک شہری نظریہ کی تشکیل کرتے ہیں؛حکومت کا قیام، اداروں کی بالادستی، سیاسی فکر اور ایک تمدنی زندگی کی سوچ فراہم کرتے ہیں؛امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مزاج اپنانے کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ وہ نظریات ہیں جو بعثتِ نبوی سے قبل موجود نہ تھے۔4۔ نبی کریم ﷺ نے قرآن وسنت کی تعلیم دی، جس سے نسل در نسل بہت سے علماء، کاتبین، حکماء، علوم و معارف کے اساتذہ اور ماہرین فن پیدا ہوتے چلے گئے، جب کہ ان سب چیزوں سے قبل اہلِ دنیا جاہل تھے، وہ امتِ اُمیّہ تھے؛انھیں اسلام کی روشنی اور علومِ قرآن نے منور کیا، دنیا میں جینے کا ڈھنگ سکھایا اور سابقہ تمام امتوں پر فوقیت بخشی۔[21]

2۔دینِ کامل

آیت: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔[22] کے تحت الزحیلی نے آں جناب ﷺ کی تکمیلِ دین سے متعلق خصوصیت کو واضح کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں تھے تو صرف نماز فرض تھی، جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے حج کرنے تک حلال اور حرام نازل کیا۔ جب آپ ﷺ نے حج فرمایا اور دین مکمل فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ایک بار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ "تلاوت کی تو ایک قریب بیٹھے یہودی نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا کہ یہ آیت جس دن نازل ہوئی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں، ایک وہ عید کا دن تھا اور دوسرے جمعہ کا۔[23]

3۔بعثتِ عظمیٰ

نبی کریم ﷺ کی بعثت تمام انسانوں کے لیے ہے۔قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے۔مثلاً :وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بشیراً ونذیراً[24] حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایسی پانچ چیزوں سے نوازا گیا جو سابقہ انبیاے کرام کو عطا نہیں کی گئیں :بعثت إلى الناس عامة وأحلت لي الغنائم ولم تحل لأحد قبلي وجعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً فأيما رجل من أمتي أدركته الصلاةفليصلُ، نصرت

---

[20] آل عمران3:190۔

[21] الزحیلی، التفسیر المنیر،2: 479۔

[22] المائدہ5:3۔

[23] الزحیلی، التفسیر المنیر،3: 434۔

[24] سباء34 : 28۔

بالرعب بین یدی سیرة شهر، وأعطیت الشفاعة۔[25] "مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، غنائم میرے لیے حلال کر دیے گئے ہیں، حالانکہ پہلے کسی کے لیے جائز نہ تھے، میرے لیے تمام روئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاکیزہ بنا دیا ہے، جہاں نماز کا وقت آئے وہاں نماز ادا کی جا سکتی ہے، اور ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب قائم کر دیا گیا ہے، اور مجھے مقامِ شفاعت کے درجے پر قائم کر دیا گیا ہے۔"

4۔امتیازاتِ نکاح

نکاح سے متعلق نبی کریم ﷺ کے امتیازات کا بیان سورۃ احزاب میں ملتا ہے۔آیت: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ.[26] "اے نبی! ہم نے حلال کر دی ہے آپ کے لیے آپ کی ازواج جن کے مہر آپ نے ادا کر دیے ہیں اس آیت کے تحت وھبہ زحیلی لکھتے ہیں: "حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے خطبہ نکاح دیا، میں نے معذرت ظاہر کی، آپ علیہ السلام نے میری معذرت کو قبول کر لیا۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا"اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ۔"میں نبی کریم ﷺ کے لیے حلال نہ تھی، کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی۔"[27] الزحیلی ابن سعد سے نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت امِ شریک الدوسیہ کے بارے میں نازل ہوئی، ام شریک غزیہ بنتِ جابر بن حکیم الدوسیہ نے خود کو نبی کریم ﷺ سے نکاح کے لیے پیش کیا، وہ بہت خوبصورت خاتون تھیں، نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرما لیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کہنے لگیں کہ خواتین کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ خود کو بہترین شخص کے لیے ہبہ کرنے لگیں ہیں، یہ سن کر امِ شریک نے کہا کہ میں وہ خاتون ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے براہ راست " وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً " کا خطاب دیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ اللہ تعالی نبی کریم ﷺ کی خواہشات پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔[28] حضرت عائشہ کہتی ہیں: أَمَا تَسْتَحِي امْرَأَةٌ تَهَبُ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ،حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ، فَقُلْتُ إِنَّ رَبَّكَ لَيُسَارِعُ لَكَ فِي هَوَاكَ۔ میں ان عورتوں پر غیرت کیا کرتی تھی جو اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کر دیتی تھیں، جب یہ آیت نازل ہوئی "تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ" تو میں نے کہا کہ بس اب تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر خوب کشادگی کر دی۔[29]

5۔امت کے ساتھ قربِ خاص

---

[25] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (قاہرہ: دار طوق النجاۃ، 1422)، 1: 95۔

[26] الاحزاب 33 : 50۔

[27] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الترمذی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1975)، 5: 355۔

[28] محمد بن سعد، الطبقات الکبری (قاہرہ: مکتبہ الخانجی، 2001)، 1: 512۔

[29] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، 2: 1085

نبی کریم ﷺ خود اپنی امت پر ان کی اپنی جان سے زیادہ مہربان ہیں، اس لیے آپ علیہ السلام کو مومنین کی جانوں سے زیادہ کا اختیار دیا۔ یہ خود اپنے لیے کچھ تجویز نہ کریں بلکہ نبی کریم ﷺ کے ہر حکم کو دل وجان سے تسلیم کریں۔ ڈاکٹر زحیلی نے اس آیت کی تفسیر میں امام بخاری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام مومنین کا زیادہ حقدار دنیا و آخرت میں خود ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ میں ہوں۔ اگر تم چاہو تو پڑھ لو" اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ "، سنو! جو مسلمان مال چھوڑ کر فوت ہو جائے تو وہ اس کے ورثا کا حصہ ہے، لیکن اگر اس کے ذمہ کوئی قرض ہو یا اس کے چھوٹے بچے ہوں تو اس کے قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں اور ان کے بچوں کی پرورش میرے ذمے ہے۔[30] نبی کریم ﷺ ان کے نفسوں سے زیادہ خیر خواہ ہیں کیونکہ ان کے نفوس انھیں ہلاکت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور نبی کریم ﷺ انھیں نجات کی طرف بلاتے ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> انما مثلی و مثل امتی کمثل رجل استوقد نار ا فجعلت الدواب والفراش یقعن فیه وانا اخذ بحجزکم وانتم تقحمون فیه۔[31]
>
> میری اور میری امت کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو آگ کو روشن کرتا ہے تو جاندار اور پتنگے اس میں گرنا شروع ہو جاتے ہیں میں تمھیں تمھاری کمروں سے پکڑ کر آگ سے بچا رہا ہوں جب کہ تم اس میں گرنا چاہتے ہو۔[32]

6۔ مقامِ محمود

نبی کریم ﷺ کو آخرت میں جو مناصبِ جلیلہ عطا کیے جائیں گے، ان میں سے ایک عظیم منصب مقامِ محمود ہے، جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں فرمایا ہے: "وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا "۔[33] نبی کریم ﷺ کو کثیر شفاعتیں عطا کی گئیں، بعض علما نے تیرہ شفاعتیں لکھیں ہیں۔ متعدد شفاعتیں ایسی ہیں جو صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی خاص ہیں۔ خواہ وہ روزِ قیامت حساب کتاب شروع کرنے سے قبل ہوں یا بعد میں۔ زحیلی کے مطابق کہ مقامِ محمود سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے روزِ قیامت ایسا سٹیج لگایا جائے گا جو لوگوں کی توجہ کا مرکز ہوگا۔ یہی وہ مقامِ شفاعت ہے جس سے باقی تمام انبیا لوگوں سے معذرت کریں گے ،جب کہ نبی کریم ﷺ نے فرمائیں گے: "انا لها انا لها"۔ حضرت مجاہد سے بھی اس آیت میں روایت کیا گیا ہے کہ

---

[30] بخاری، الجامع الصحیح، 6:116۔

[31] بخاری، الجامع الصحیح، 8: 102۔

[32] الزحیلی، التفسیر المنیر، 11: 267۔

[33] الاسراء 17 : 79۔

انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش پر بٹھائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام اشیا اور عرش کو پیدا کرنے سے پہلے اپنی ذات کے ساتھ قائم اور موجود تھا، پھر اس نے بغیر حاجت اشیا کو تخلیق فرمایا اگرچہ اسے ان کی حاجت اور ضرورت نہ تھی، بلکہ صرف اپنی قدرت اور حکمت کے اظہار کے لیے ایسا کیا، تاکہ اس کا وجود، اس کی توحید، کمال قدرت اور تمام افعال محکمہ کے بارے اس کا علم معلوم ہو جائے، اور اس نے اپنے لیے عرش تخلیق فرمایا اور اپنی قدرت اور شان کے مطابق اس پر قرار پذیر ہوا بغیر اس کے کہ اللہ کریم نے اس کو مَس کیا ہو، یا عرش اس کے لیے مکان بنا ہو۔[34]

7۔ ختم نبوت

آں جناب ﷺ کی ختمِ نبوت کے حوالے سے زحیلی نے تفصیلی بحث کی ہے۔آیت: مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔[35] کے حوالے سے لکھا ہے:

> الحقيقة أن محمدا صلّى الله عليه وسلّم كان رسول الله، وخاتم النبيين،وهذا دليل قاطع على أنه لا نبي ولا رسول بعده صلّى الله عليه وسلّم، وفيه وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم من حديث جماعة من الصحابة رضي الله عنهم۔[36]
>
> حقیقت یہ ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، یہ دلیل قاطع ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نبی ہو گا اور نہ ہی کوئی رسول،اس بارے میں جماعتِ صحابہ کرام سے کثیر تعداد میں احادیث مروی ہیں۔"

اس سلسلے میں زحیلی نے ختمِ نبوت سے بحث کرنے والی متعدد احادیث و روایات نقل کی ہیں، اور اس کے بعد لکھا ہے:

> وإتمام النبوات مشابه لإتمام الأخلاق،وهذا كله رد قاطع على المتنبئين كالأسود العنسي باليمن، ومسيلمة الكذّاب باليمامة، وسجاح، وغيرهم من أدعياء النبوة الأفاكين، كما قال تعالى: هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ، تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ۔[37]

---

[34] الزحیلی، التفسیر المنیر، 8: 157۔

[35] الاحزاب 33 : 40۔

[36] الزحیلی، التفسیر المنیر، 11: 361۔

[37] الزحیلی، التفسیر المنیر، 11: 361۔

نبوت کا مکمل ہونا اتمام اخلاق کے مشابہ ہے، اور یہ ساری روایات متنبین کا رد ہے،
جیسے یمن میں اسود عنسی، یمامہ میں مسیلمہ کذاب اور سجاح اور وہ سب جو مدعیانِ
نبوت ہیں، جیساکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" کیا میں تمھیں بتاوں کہ شیاطین کس
پہ اترتے ہیں؟ وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔

زحیلی استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی تسلیم کرنا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، نبی کریم ﷺ کے بعد کسی طرح کا بھی کوئی نیا نبی یا رسول آیا ہے اور نہ ہی آئے گا۔ اس عقیدے سے انکار کرنے والا یا اس کے بارے میں ذرہ برابر بھی تردد رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جائے گا۔ جیساکہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی وغیرہ کے بارے میں جمہور اہل سنت کا نظریہ ہے۔[38]

خلاصۂ بحث

قرآن کریم کی متعدد آیات میں آں جناب ﷺ کی سیرت سے متعلق اہم معلومات پائی جاتی ہیں۔ ایسی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام آپ ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر گفت گو کرتے رہے ہیں۔ ان تفسیری بحثوں سے سیرت کے جو نقوش سامنے آتے ہیں ان کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی تعبیر و تشریح اور ان سے انفرادی و معاشرتی زندگی میں مختلف حوالوں سے استفادے کا بہت سا سامان فراہم ہوتا ہے۔ التفسیر المنیر میں ڈاکٹر وھبہ الزحیلی نے سیرتِ رسول اللہ ﷺ سے متعلق مباحث کو خوب صورتی سے نبھایا ہے۔ اس ضمن میں یہ دیگر تفاسیر سے ممتاز و منفر نظر آتی ہے۔ روایاتِ سیرت کی جمع بندی، احوالِ سیرت کی منظر کشی، خصائص و امتیازاتِ نبوی کے بیان وغیرہ میں زحیلی کا اسلوب جداگانہ اور اپیل کرنے والا ہے۔ سیرت سے متعلق تحقیق و جستجو کرنے والے سکالرز، محققین اور علما و طلبہ کو اس تفسیر سے موضوع سے متعلق اہم مواد مہیا ہو سکتا ہے۔

---

[38] الزحیلی، التفسیر المنیر، 11: 361۔